

سوال

میری ایک شخص سے بحث جاری ہے جس کا دعویٰ ہے کہ مسلمان جو نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں ان کا کہنا ہے کہ جو شخص بھی غیر مسلم ہے وہ قابل قتل اور تلوار کے لائق ہے، میں اس کے اس دعویٰ کو تسلیم نہیں کرتا، میں خود مسلمان تو نہیں لیکن اسلام کے متعلق تھوڑا بہت جانتا ضرور ہوں، اور مجھ میں اتنی استطاعت نہیں کہ میں اس شخص کے دعویٰ کو رد کرتا ہوا اسے کوئی جواب دوں، لہذا اس معاملہ میں اسلامی تعلیمات کیا ہیں؟ اور میں اسے جواب کیسے دوں؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

حقیقت کی تلاش میں سرگرداں شخص آپ کا سوال اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ واقعتاً آپ حقیقت کو پہچانتا چاہتے ہیں، لیکن کیا آپ نے اس سے قبل اپنے آپ سے سوال نہیں کیا کہ میں اس قلیل سی چیز پر ہی کیوں اکتفا کر رہا ہوں جو اسلام کے متعلق معرفت ہے؟ کیوں نہ میں مسلمانوں سے اس دین کی مکمل معلومات حاصل کر لوں، اور اس کے لئے اگر مجھے ان کے پاس سفر کر کے جانا پڑے تو میں سفر بھی کر لوں؟ کیونکہ بہت سارے لوگ مال و دولت جمع کرنے اور سیر و سیاحت کے لئے سفر کرتے ہیں، یا اس کے علاوہ کئی مادی اور بعض اوقات غلط قسم کے مقاصد کی بنا پر بھی سفر کرتے رہتے ہیں؟!

قضیہ اور معاملہ انجام کار ہے؛ کیا یہ جائز نہیں کہ جس حقیقت نے آپ کے دلو کو دھلا کر رکھ دیا اور آپ کی عقل کو قناعت اور اطمینان دیا ہے یہ اسی میں ہے جو آپ اس دین اسلام کے بارہ میں جانتے اور علم نہیں رکھتے، یا پھر مکمل اور صاف حق کی صورت میں ہے جسے آپ دیکھ نہیں پا رہے؟

اے حقیقت کو تلاش کرنے والے انسان اس کے بعد معاملہ اور بھی بہت زیادہ خطرناک ہے: یا تو ہمیشہ کے لئے جنت ہے یا پھر ہمیشہ والی آگ!!

لیکن آپ اس سچی رغبت کے ساتھ حقیقت کی معرفت اور اس سے بھی سچائی والے ارادہ کے ساتھ اس کی اتباع کے بھی محتاج ہیں، اور پھر اس کا التزام کرنے کے لئے اپنے نفس کی قوت کی بھی ضرورت ہے، اگرچہ آپ اس سے قبل جو کچھ کرتے رہے ہیں اس کی مخالفت بھی کریں۔

پھر جب آپ یہ سوال کر رہے ہیں تو آپ اس مریض کی طرح لگتے ہیں جو ڈاکٹر اور جراح کے نشتر اور اس کی تیزی کو دیکھ رہا ہو اور اپنی اس بیماری کو بھول جائے جو اسے ہلاک کرنے کے درپے ہے، اور داغنے والے آلے اور اس کی جلن کو لعنت ملامت کرتا رہے اور اس جذام کو بھول جائے جو اسے کھا رہا ہے، یہ کوئی عقل مند لوگوں کی شان نہیں !!

قتل کا مستحق کون ہے دریافت کرنے سے قبل آپ نے اسلام میں جہاد کے اہم اسباب کے متعلق کیوں نہیں پوچھا ؟

اس کے اسباب وہ ہیں جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ربیع بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ نے اختصار کے ساتھ فارس کے قائد اور بادشاہ رستم کے سامنے جنگ قادسیہ میں نقل کئے جبکہ رستم معرکہ سے تین دن متواتر ہر ایک سے یہی سوال کرتا رہا کہ تمہیں کونسی چیز یہاں لائی ہے؟

توجواب یہ تھا:

ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس کام پر مقرر کیا ہے کہ جسے وہ چاہے اسے ہم بندوں کی عبادت سے نکال کر اللہ وحدہ کی عبادت کی طرف، اور دنیا کی تنگی سے اس کی وسعت کی طرف، اور ادیان کے جور ظلم سے دین اسلام کے عدل وانصاف کی جانب لے جائیں...

لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دین اسلام دے کر اپنی مخلوق کی جانب بھیجا، اس دین کو ہم میں سے جس نے قبول کیا ہم اس سے اسے قبول کرتے اور اس سے واپس پلٹ جاتے ہیں اور اسے اور اس کی زمین کو چھوڑ دیتے ہیں اور جو کوئی اسے قبول کرنے سے انکار کرتا ہے ہم اس سے جنگ کرتے ہیں حتیٰ کہ ہم جنت میں چلے جائیں یا پھر ہمیں مدد حاصل ہو جائے۔

واقع انسانی آج بھی اور کل بھی یہ ہے کہ یہ دین بہت سے منحرف عقائد اور باطل افکار اوس سیاسی و عسکری اور اجتماعی اور اقتصادی اور عنصری آزمائشوں اور مشکلات سے گزرتا رہا ہے.... اور یہ اس کے ساتھ مختلط ہوتے رہتے اور اس کے ساتھ بہت شدید صورت میں مقابلہ ہوتا ہے تا کہ بالآخر اس کا نتیجہ یہ نکلے کہ لوگوں کو دین اسلام سے برگشتہ کیا جائے اور اس کے راستے سے روکا جائے !!

اور اگر تو بحث ومباحثہ قولی اور مناظرہ اچھے اور بہتر طریقہ سے ہو تو یہ دونوں منحرف افکار اور عقائد کا سامنا کرتے ہیں، کیونکہ جہادی تحریک کئی ایک مادی مشکلات کا سامنا کرتی ہے، اس میں سب سے پہلی سیاسی سلطہ جو ان عوامل اور اسباب پر قائم ہے اور اس کے تھپیڑے سیاسی اور عسکری قوت کو لگتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ لوگوں کی معبود بنی ہوئی ہے، یعنی غیر شرعی احکام کا نفاذ اور اس کا حکم، اور جو چیز ان کے اس بیان کو سننے

اور اس عقیدہ کو تھامنے کے مابین حائل ہوتا ہے ایسی حریت اور آزادی جس پر کوئی زور نہیں چل سکتا، اور وہ دونوں ایک ساتھ بینا اور جہادی تحریک واقع بشری کا سامنا کرتی ہیں۔

دیکھیں: معالم في الطريق صفحہ (59) اور اس کے بعد کے صفحات .

تو اس سے یہ ظاہر ہوا کہ :

(مشروع اور جائز قتال جہاد ہی ہے، اور اس کا مقصد یہ ہے کہ سارے کا سارا دین اللہ کا ہو، اور اللہ کا کلمہ بلند ہو، لہذا جو بھی اس سے رکا اور اس نے دین اسلام قبول نہ کیا اس سے قتال کیا جائے گا، اس پر مسلمانوں کا اتفاق ہے، لیکن جو لڑائی اور ممانعت کے اہل نہیں مثلاً عورتیں اور بچے اور راہب و درویش اور نابینے اور بیمار، تو جمہور علماء کرام کے ہاں انہیں قتل نہیں کیا جائے گا الا یہ کہ وہ اپنے قول یا پھر فعل سے قتال کرے... کیونکہ جنگ اور قتال اس کے ساتھ ہے جو ہمارے ساتھ اس وقت جنگ کرے جب ہم اللہ تعالیٰ کے دین کو ظاہر کرنا چاہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تمہارے ساتھ لڑائی کرتے ہیں اور زیادتی نہ کرو بلاشبہ حد سے بڑھنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا (البقرة (190)).

اور حدیث میں یہ ثابت ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی معرکہ میں ایک مقتولہ عورت کے پاس سے گزرے اور وہاں لوگ اکھٹے ہو چکے تھے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اس سے تو لڑائی نہیں تھی) اور ایک شخص کو خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف روانہ کیا جو کہ لشکر کے اگلے حصہ پر امیر تھے او اس شخص کو فرمایا کہ اسے کہنا نہ تو بچوں کو قتل کرو اور نہ ہی ملازم کو". ہوسکتا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ جب اس کے پاس اسلحہ نہ ہو، سنن ابوداؤد حدیث نمبر (2669) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح ابوداؤد (2324) میں اسے حسن صحیح کہا ہے۔

اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جانوں کا قتل اس لئے مباح کیا کہ مخلوق کی اصلاح کے لئے اس کی ضرورت تھی جیسا کہ مندرجہ ذیل فرمان باری تعالیٰ میں ہے:

اور فتنہ قتل سے بھی بڑا گناہ ہے البقرة (217)

یعنی اگرچہ قتل میں شر و فساد ہے لیکن کفار کے فتنہ میں شروفساد اس سے بھی بڑھ کر ہے، لہذا جو کوئی کسی مسلمان کو دین اسلام پر عمل پیرا ہونے سے نہیں روکتا اس کے کفر کا نقصان صرف اس کی جان کو ہی ہے... اھ دیکھیں السياسة الشرعية تالیف ابن تیمیة (165-167) کچھ تصرف کے ساتھ۔

اور یہاں ایک امر قابل تنبیہ ہے وہ یہ کہ: بنی نوع انسان میں عداوت و دشمنی اور لڑائی جھگڑا اور ظلم و زیادتی زمانہ قدیم سے چلی آرہی ہے، اور جب تک نفس میں لالچ اور خواہشات ہیں اور جب تک بنی نوع انسان میں خیر اور شر موجود ہے یہ رہے گی:

ابن خلدون رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

(جب سے اللہ تعالیٰ نے مخلوق بنائی ہے اس وقت سے جنگ اور لڑائی جھگڑے جاری ہیں، اور اس کی اصل بعض انسانوں کا بعض سے انتقام لینا ہے.. اور یہ طبعی امر ہے اس سے کوئی امت اور کوئی نسل خالی نہیں ہو سکتی)

اور قدیمی عیسائیوں کے مختلف فرقوں کا آپس میں جو جنگ و جدال ہوا اس وقت مسلمان کہاں تھے، اور پھر پروٹسٹنٹ فرقے کو جو تکالیف اور ظلم کیتھولک عیسائیوں نے پہنچایا وہ ؟ !

اور پھر دونوں عالمی جنگوں میں مسلمان کہاں تھے کیا ان کا اس میں کوئی عمل دخل تھا؟ اور پھر ہیروشیما اور ناگا ساگی کے سانحہ میں کونسے مسلمان ملوث تھے ؟ !

ہمیں حق حاصل ہے کہ ہم کانٹ ہنری ڈی کاسٹری کے ساتھ یہ کہیں: (اقرب الی الصواب بات یہی ہے کہ مسلمانوں کی سلطنت کے خاتمہ میں ان کی نرمی اور صلح پسندی ہی سبب اور کارفرما تھی)

اللہ عظیم نے سچ فرمایا:

یہ وہ ہیں جنہیں ناحق ان کے گھروں سے نکالا گیا، صرف ان کے اس قول پر کہ ہمارا پروردگار فقط اللہ ہے، اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو آپ میں ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو عبادت خانے اور گرجے اور مسجدیں اور یہودیوں کے معبد اور وہ مسجدیں بھی منہدم کر دی جاتیں جہاں اللہ تعالیٰ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی مدد کرے گا بیشک اللہ تعالیٰ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا، بیشک اللہ تعالیٰ بڑی قوتوں والا اور بڑے غلبے والا ہے الحج (40) .

ہوسکتا ہے جب آپ اس پر غور کریں اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مندرجہ ذیل فرمان سنیں :

(اللہ تعالیٰ اس قوم سے تعجب کرتا ہے جو زنجیروں کے ساتھ جنت میں داخل ہوگی) صحیح بخاری حدیث نمبر (

3010)

اور فرمان ہے:

تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے نکالی گئی ہے، انہوں نے کہا لوگوں کے لئے لوگوں میں بہتر وہ ہیں جنہیں تم ان کی گردنوں میں زنجیروں کے ساتھ لاؤ گے حتیٰ کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں. صحیح بخاری حدیث نمبر (4557) .

يعني ان کا دوسروں سے لڑائي کرنا اور پھر ہو سکتا ہے ان میں سے بعض قید ہو جائیں یا دوسروں کی قوت اور طاقت کے سامنے جھک جائیں اور پھر اسلامي تعليمات سے روشناس ہو کر اسلام میں داخل ہو جائیں حالانکہ وہ ابتدائي طور پر اسلام کو ناپسند کرتے تھے...

ہو سکتا ہے اگر تم ایسا کرو تو ڈاکٹر کا ہاتھ چومنے لگو، چاہے آپ کی جلد پر اس کے نشتر کا نشان بھی باقی رہے..

والله اعلم .